تفسیر ثنائی

تصنیف
امام المناظرین فاتح قادیانیت شیخ الاسلام
مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
عبداللطیف ربانی

مکتبہ اصحاب الحدیث
حسن مارکیٹ مچھلی منڈی اردو بازار لاہور
Ph:042-7321823

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمہ

اس مقدمہ میں چند دلائل مختصرہ سے سید الانبیاء سند الاصفیاء محمد مصطفےٰ علیہ وعلیٰ الہ التحیۃ والسلام کی نبوت کا ثبوت ہوگا۔ اس لیے کہ ہر کتاب کے دیکھنے سے پہلے صاحب کتاب کی وجاہت کا لحاظ بھی ضروری ہے۔

آپ کی نبوت کی دلیل اوّل کا اجمالی بیان

مقتضائے عقل ہے کہ جو شخص کل جہاں سے مخالف ہو کر منجانب ◆ اللہ ماموراور نبی ہونے کا مدعی ہوتا ہے اس کی حالت تین باتوں میں منحصر ہوتی ہے یعنی یا تو وہ سچا ہی ہوتا ہے۔ یا دنیا ساز یا مجنون۔ پس اسی قاعدہ سے ہم آپ کی نبوت کی جانچ کرتے ہیں۔ چونکہ آپ نہ دنیا ساز تھے نہ مجنون اس لئے شق اوّل ثابت ہوگی۔ ورنہ چوتھی صورت بتلانی ہوگی جو ممکن نہیں۔

اس اجمال کی تفصیل ہم دو فصلوں میں کریں گے۔ فصل اوّل میں آپ کے انتظام ملکی کا ذکر ہوگا۔ جس سے احتمال جنون آپ کی ذات ستودہ صفات سے رفع ہوگا۔ فصل دوم آپ کے زہد اور توکل علی اللہ کے متعلق ہوگی۔ جس سے الزام دنیا داری آپ کے اعدا سے دور ہو جائے گا۔

فصل اوّل

آپ کے انتظام ملکی کے بیان میں

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کے کمالات خداداد پر نظر کرنے سے ہر فصل کی ابتدا میں میں اس شعر کے لکھنے پر مجبور ہوں۔ یہ احتمال (جنون) جس کے رفع کرنے کو یہ فصل تجویز ہے ایسا احتمال ہے کہ اس کا قائل کوئی دشمن بھی آپ کی نسبت نہیں۔ گر چونکہ ہماری دلیل کسی کے مسلمات پر مبنی نہیں اس لئے اس احتمال کا دور کرنا بھی مناسب ہے۔ پھر سنو!

◆ یہ قید اس لئے ہے کہ مطلق مخالفت تین شقوق میں منحصر نہیں۔ بسا اوقات انسان اپنی سمجھ میں ایک بات کو صحیح جان کر سب سے مخالف ہو بیٹھتا ہے۔ حالانکہ وہ غلطی پر ہوتا ہے نہ سچا نہ دنیا ساز نہ مجنون۔ بلکہ سمجھ کا پھیر اسے مخالفت پر آمادہ کرتا ہے مگر یہ احتمال اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جو فہم کے متعلق ہو نبوت کا مسئلہ فہم سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ امر قریب قریب رویت کے ہے۔ اس میں تین شقوق کے علاوہ چوتھی شق ممکن ہی نہیں۔ فتدبر (منہ)

اس میں شک نہیں کہ آپ جب پیدا ہوئے تھے تو عرب کا ملک ایک سخت جہالت میں پھنسا ہوا تھا۔ شراب خوری۔ جوا بازی۔ غارت گری۔ لڑکیوں کا زندہ گاڑنا وغیرہ وغیرہ۔ بداخلاقیوں کا تو عام رواج تھا۔ ان عیوب سے پاک کرنے والا ان کو کون تھا؟ وہی ستودہ صفات فداہ روحی۔ ہمیشہ ہر سال بلکہ کبھی متعدد دفعہ بھی مخالفوں سے کس نے جہاد ◆ کیے؟ اور اپنی حسن تدبیر سے کون ان پر غالب آتا رہا؟ وہی صاحب کمالات فداہ ابی وامی۔ تمام عرب کو جاہل سے عالم بلکہ استاد عالم کس نے بنایا؟ رعایا سے حاکم بلکہ رندوں سے انسان کس کی صحبت سے ہوئے؟ اسی فداہ روحی کے ادنےٰ اثر خدمت سے؟ قرآن کریم بھی ایک جگہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ جیسے کہ زاہد اور دنیا و مافیہا سے بے رغبت تھے ویسے ہی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل سے بھی اعلےٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ جہاں فرمایا کہ میں ◆ "تمہیں ایک بات ایسی بتلاتا ہوں جس سے تمہارے ہمارے سب جھگڑے ہی طے ہو جائیں وہ یہ کہ تم سب مل کر یا علیحدہ علیحدہ ہو کر سوچو اور غور کرو کہ (میں جو تمہاری ہر بات ملکی اور تمدنی اور خانگی میں مخالف ہو رہا ہوں) مجھ میں کسی طرح کا جنون تو نہیں۔ بلکہ میں تو تمہیں بڑے ریفارمروں کی طرح ایک مصیبت قومی اور شخصی کے آنے سے پہلے ہی ڈراتا ہوں اور اس کی مزدوری بھی تم سے نہیں مانگتا بلکہ اللہ ہی پر چھوڑتا ہوں۔ سب چیزیں اسی کے پاس حاضر ہیں۔"

چونکہ اس امر کو ہر ایک واقف تاریخ سابقہ خوب جانتا ہے بلکہ کسی اعلےٰ و ادنےٰ پر بھی یہ امر مخفی نہیں کہ آپ بڑے مقنن۔ مصلح قوم۔ دور اندیش۔ ریفارمر تھے۔ اس لئے اس مضمون میں طوالت دینا چنداں ضروری نہ ہوگا۔ پس اسی قدر مختصر بیان پر قناعت کر کے ناظرین سے نتیجہ کی درخواست کی جاتی ہے۔

فصل دوم

آپ کے زہد کے بیان میں

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

پہلے آپ کی آوردہ کتاب قرآن کریم سے معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس کتاب نے دنیا کی محبت کی نسبت کیا تعلیم دی ہے۔ ایک جگہ مختصر الفاظ میں بیان ہے کہ دنیا کا اسباب ◆ "بہت تھوڑا ہے۔" پھر ایک جگہ فرمایا کہ "دنیا کا گذارہ ◆ تو بہت ہی تھوڑا

◆ مسئلہ جہاد کی بحث تو اپنے موقع پر آوے گی۔ یہاں صرف یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ آپ میں کوئی دماغی فتور نہ تھا۔ بلکہ آپ بڑے جرنیل۔ پولیٹیشن (منتظم ملک) تھے۔ (منہ)

◆ قُلْ اِنَّمَا اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ط اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ط قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ط اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ط (سباء ع۵)

◆ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ (س ال عمران ع ۱۹)

◆ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى (س نساء ع ۱۱)

ہے کہ زمین میں سرنگ نکال کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی نشان مطلوب ان کو دکھلا سکے تو دکھلا دے اللہ اگر چاہتا تو سب کو ایک جگہ ہدایت پر جمع کر دیتا تو ایسی گھبراہٹ کرنے سے نادان مت بن۔

ایک [1] جگہ صاف صاف لفظوں میں فرمایا کہ میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں مجھ کو خدائی میں کوئی حصہ نہیں ہاں مجھ کو اطلاع پہنچتی ہے کہ تمہارا سب کا اللہ ایک ہی ہے پس جو کوئی اس سے ملنے کی امید رکھے وہ اپنے اعمال میں شرک نہ کرے۔

ایک [2] جگہ فرمایا تو کہہ دے کہ مجھے یہی حکم ہے کہ اللہ کی خالص عبادت کروں اور سب سے پہلے اس کا تابعدار بنوں (نہ کہ شریک اور ساجھی) تو یہ بھی کہہ دے کہ اللہ کی نافرمانی کرنے پر مجھے بھی عذاب کا ڈر ہے یہ بھی کہہ دے کہ میں تو اللہ ہی کی خالص عبادت کروں گا تم سوائے اس کے جس کی چاہو کرو (پڑے اپنا سر کھاؤ)

خلاصہ یہ کہ

ان آیتوں اور نیز دیگر آیتوں سے یہ تو بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بانی اسلام علیہ السلام کے دل میں عظمت الٰہی نہایت ایسی جاگیر تھی کہ بمقابلہ تعظیم اللہ کے اپنی عزت یا بڑائی ہیچ جانتے تھے ہر طرح سے اللہ کی توحید اور تعظیم ہی کی تعلیم دیتے رہے یہاں تک کہ بمقابلہ اللہ کے اپنا مرتبہ بجز عبودیت کے کوئی دوسرا تجویز نہیں فرمایا۔

اب سوال یہ ہے کہ

کیا ایسا شخص جو ہر طرح سے اللہ کی عظمت کرتا ہو۔ اور اس کی توحید کا قائل نہ خود ہی ہو بلکہ دوسروں کو بھی باوجود مخالفت شدیدہ کے یہی سکھاتا ہو اور اسی تعظیم الٰہی کے سبب سے ہی اپنے گھر باہر سے نکالا جائے مگر وہ اس کی کچھ بھی پرواہ نہ کرے تو ایسا اللہ کا بندہ ایسی جرأت کر سکتا ہے کہ اللہ پر جھوٹا دعویٰ پیغمبری کرے جس کے معنے دوسرے لفظوں میں صریح یہ ہیں کہ گویا اللہ کو وہ علیم قدیر مالک الملک نہیں جانتا جب ہی تو اتنی دلیری کرتا ہے کہ ایک معمولی آدمی ہو کر نیابت اللہ کا مدعی ہوتا ہے۔ اس سوال کے جواب میں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی منصف ہاں کہے بلکہ چہار طرف سے گونج آئے گی کہ.... نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔

پس آنحضرت فداہ روحی نے جو باوجود اس قدر تعظیم الٰہی کے دعویٰ پیغمبری کیا۔ تو یہ کس بنا پر تھا؟ بیشک سچے الہام اور حقانی اعلام پر۔ فتفکر۔ا

---

[1] قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (کہف ۲)

[2] قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ○ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ○ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ○ قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِينِي فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُم مِّن دُونِهِ (س زمر ع ۲)

کیا یہ سچ ہے؟

کہ نماز تہجد کا وقت ایسا وقت ہے کہ جس میں اٹھ کر اللہ کی عبادت کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ مخالف موافق سب اس کی تکلیف سے آگاہ ہیں علاوہ تکلیف کے لوگوں سے ہر قسم کی علیحدگی بھی ہوتی ہے۔ پھر ایسے وقت میں اللہ کی یاد کرنا کیا ان لوگوں سے ہوسکتا ہے جو اس کو اپنے حال سے بھی ناواقف جانیں۔ یا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ کو ہر طرح سے متصرف علیم حکیم جزاو سزا کا مالک جانتے ہوں بیشک اس کا جواب شق ثانی میں صحیح ہوگا۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ یہی شخص جو اللہ کی ہر طرح تعظیم کرے خلوت جلوت میں اسی کی عبادت میں مصروف رہے اور اپنے آپ کو اس کے آگے ذلیل کرنا ہی باعث عزت سمجھے وہی ایسی جرأت کرے کہ ایک معمولی آدمی ہو کر دعویٰ نیابت الٰہی (پیغمبری) کا کرے ہرگز نہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ: شیخ سعدی مرحوم نے سچ کہا ہے۔

قدیمان خود را بیفزائے قدر
کہ ہرگز نیائد زپروردہ غدر

یہ تینوں دلیلیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے بالکل عقلی ہیں اگر ان میں کچھ نقل کو دخل ہے تو صرف واقعات بتلانے کے لئے ہے نہ کہ اصل مدعا کے لئے یہی وجہ ہے کہ ان دلائل کے مخاطب ہر فرقہ کے لوگ ہوسکتے ہیں اور ہیں۔ ان دلائل کے بیان میں جس قدر ہم نے مخالفوں کے اعتراضات اور منہ زوریوں سے سکوت کیا ہے اس وجہ سے نہیں کہ ہم ان سے غافل اور بے خبر ہیں بلکہ اس وجہ سے کیا ہے کہ ان کا جواب تفسیر میں حسب موقع آوے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نیز اس امر کے لئے ہم چند رسالے شائع کر چکے ہیں جن میں ایسے سوالات کے جوابات مفصل دیئے گئے ہیں اب ہم ایک دلیل ایسی بیان کرتے ہیں جس کے مخاطب خاص کر اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہوں گے۔ نہ کہ آریہ اور برہمو وغیرہ۔

حضور اقدس کی نبوت کی

دلیل چہارم

خطابی دلیل بائبل سے

تورات کی پانچوں کتاب استثناء کے ۱۸ باب میں لکھا ہے:۔

"اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا۔ تو میں اس کا اس سے حساب لوں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں

کیا یہ سچ ہے؟

کہ نماز تہجد کا وقت ایسا وقت ہے کہ جس میں اٹھ کر اللہ کی عبادت کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ مخالف موافق سب اس کی تکلیف سے آگاہ ہیں علاوہ تکلیف کے لوگوں سے ہر قسم کی علیحدگی بھی ہوتی ہے۔ پھر ایسے وقت میں اللہ کی یاد کرنا کیا ان لوگوں سے ہو سکتا ہے جو اس کو اپنے حال سے بھی ناواقف جانیں۔ یا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ کو ہر طرح سے متصرف علیم حکیم جزا و سزا کا مالک جانتے ہوں بیشک اس کا جواب شق ثانی میں صحیح ہوگا۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ یہی شخص جو اللہ کی ہر طرح تعظیم کرے خلوت جلوت میں اسی کی عبادت میں مصروف رہے اور اپنے آپ کو اس کے آگے ذلیل کرنا ہی باعث عزت سمجھے وہی ایسی جرأت کرے کہ ایک معمولی آدمی ہو کر دعویٰ نیابت الٰہی (پیغمبری) کا کرے ہرگز نہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ: شیخ سعدی مرحوم نے سچ کہا ہے۔

قدیمان خود را با فزائے قدر
کہ ہرگز نیاید زپر وردہ غدر

یہ تینوں دلیلیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے بالکل عقلی ہیں اگر ان میں کچھ نقل کو دخل ہے تو صرف واقعات بتلانے کے لئے ہے نہ کہ اصل مدعا کے لئے یہی وجہ ہے کہ ان دلائل کے مخاطب ہر فرقہ کے لوگ ہو سکتے ہیں اور ہیں۔ ان دلائل کے بیان میں جس قدر ہم نے مخالفوں کے اعتراضات اور منہ زوریوں سے سکوت کیا ہے اس وجہ سے نہیں کہ ہم ان سے غافل اور بے خبر ہیں بلکہ اس وجہ سے کیا ہے کہ ان کا جواب تفسیر میں حسب موقع آوے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نیز اس امر کے لئے ہم چند رسالے شائع کر چکے ہیں جن میں ایسے سوالات کے جوابات مفصل دیئے گئے ہیں اب ہم ایک دلیل ایسی بیان کرتے ہیں جس کے مخاطب خاص کر اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہوں گے۔ نہ کہ آریہ اور برہمو وغیرہ۔

حضور اقدس کی نبوت کی

دلیل چہارم

خطابی دلیل بائبل سے

تورات کی پانچوں کتاب استثناء کے ۱۸ باب میں لکھا ہے:-

''اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا۔ تو میں اس کا اس سے حساب لوں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں

کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔" (فقرہ ۱۹)

یہ عبارت حسب تعلیم بائبل واضح طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ جھوٹا نبی جو مطلق کذب پر ہو یا اس کی اصلیت کچھ ہو۔ مگر کسی وقت وہ شرک کی تعلیم دے تو وہ قتل کیا جائے گا

اب سوال یہ ہے

کیا وجہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے پیغمبر اسلام سچے رہے حالانکہ بقول اہل کتاب (علیہم ما یستحقونہٗ) پیغمبر اسلام کاذب تھے۔ معاذ اللہ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کیا وجہ ہے کہ توریت کی عبارت مذکورہ کے موافق آپ کے گلے پر تلوار نہ پھری؟ حالانکہ آپ لوگوں کی ہمشیرہ نے جناب والا کو دعوت میں زہر بھی دیا مگر وہاں بھی

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

بالکل سچا معلوم ہوا۔ اور

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

نے پورا اجلوی دکھایا۔ کیا توریت کلام الٰہی نہیں؟ کیا اس میں برکت اور صداقت نہیں؟ آخر ہوا تو کیا۔ جو اس کے مطابق حضور اقدس نہ مارے گئے۔ باوجود یہ کہ آپ کئی ایک لڑائیوں میں بھی گئے۔ ان لڑائیوں میں آپ کو تکالیف شدیدہ بھی پہونچیں۔ مگر اس پیشگوائی کی تصدیق نہ ہونے پائی۔ پس اگر یہ کلام توریت کا سچ ہے تو آپ کی نبوت بھی بلا کلام حق ہے۔ ورنہ عیسائیوں کو کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ جب تک اس عبارت کی کوئی توجیہ ان کی سمجھ میں نہ آئے سرور عالم سید الانبیاء وسند الاصفیا محمد مصطفےٰ فداہ ابی و امی۔ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو تسلیم کریں۔ ورنہ ان کی تکذیب سے توریت کی بھی تکذیب ہوگی۔

مراد ما نصیحت بود و گفتیم
حوالت باللہ کردیم و رفتیم

فصل

متعلق تفسیر

جو روش میں نے تفسیر کے متعلق اختیار کی ہے یعنی ایک سلسلہ میں سارے مضمون کو لایا ہوں اس میں علماء مفسرین مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن کریم کا بیان سب مسلسل ہے اور بعض کہیں کہ یہ خواہ مخواہ کا تکلف ہے۔ قرآن حسب موقع نازل ہوتا رہا اس سے بیشک مطابق ہے۔ یہ نہیں کہ ایک دفعہ سارا اترا ہے۔ جس کا سلسلہ وار بیان ہونا ضروری ہو۔

میرے خیال میں بجائے خود دونوں رائیں صحیح ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم حسب موقع نازل ہوتا رہا۔ اور اس